14

جمعہ کی نماز میں اور جمعرات کو روزہ رکھنے کے بعد دعا کی جائے کہ خدا دنیا کو ہلاکت اور تباہی سے بچا کر صراطِ مستقیم دکھائے

(فرمودہ 14 جون 1940ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"مَیں پیچش کی شکایت کی وجہ سے آ تو نہیں سکتا تھا لیکن حالات اس قسم کے ہیں کہ ان کی وجہ سے میں نے مناسب سمجھا کہ خواہ مرض بعد میں زیادہ ہی کیوں نہ ہو جائے خطبہ مجھے خود پڑھانا چاہیے۔

وہ احباب جو اخبارات پڑھا کرتے ہیں انہیں معلوم ہو گا کہ جنگ کے حالات زیادہ سے زیادہ خطرناک ہوتے جا رہے ہیں اور اب تو ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ قریب ہے ہندوستان بھی اس کی لپیٹ میں آ جائے۔

1938ء کی مجلس شوریٰ کے موقع پر میں نے ذکر کیا تھا کہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ہم ایک کشتی میں بیٹھے ہیں جو سمندر میں ہے اور سمندر بہت وسیع ہے اس کے ایک طرف اٹلی کی مملکت ہے اور دوسری طرف انگریزوں کی۔ اٹلی کی مملکت شمال مغربی طرف معلوم ہوتی ہے

اور انگریزی علاقہ مشرق کی طرف اور جنوب کی طرف ہٹ کر۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ کشتی اُس جانب سے آ رہی ہے جس طرف اٹلی کی حکومت ہے اور اُس طرف جا رہی ہے جس طرف انگریزوں کی حکومت ہے۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ یکدم شور اٹھا اور گولہ باری کی آواز آنے لگی اور اتنی کثرت اور شدت سے گولہ باری ہوئی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک گولے اور دوسرے گولے کے چلنے میں کوئی فرق نہیں ہے اور یکساں شور ہو رہا ہے۔ میں نے دیکھا کہ گولے متواتر پڑ رہے تھے اور اتنی کثرت سے پڑ رہے تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا ان گولوں سے جَوّ بھرا ہوُا ہے۔ یہ ایک لمبا رؤیا ہے جو شائع شدہ ہے۔1

اس سے اور بعض اور خوابوں سے جو مَیں نے دیکھی ہوئی ہیں ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا پر ایک خطرناک مصیبت کا وقت آ گیا ہے مگر ان خوابوں کا عام ذکر مَیں مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ الٰہی علم قبل از وقت ہوتا ہے اور لوگ ان باتوں کو سن کر یہ خیال کر لیتے ہیں کہ ہمارے متعلق تخویف سے کام لیا جا رہا ہے اور بلاوجہ ڈرایا اور خوفزدہ کیا جا رہا ہے۔ اسی لئے جس رؤیا یا الہام کے متعلق اللہ تعالیٰ خود نہ فرمائے کہ اسے ضرور شائع کرو غیر مامور کے لئے ضروری نہیں ہوتا کہ وہ اس رؤیا یا الہام کو بیان کرے۔ مامور کا الہام تو ایسا ہوتا ہے کہ اگر اسے حکم دیا جائے کہ اسے شائع نہ کرو یا اجازت دی جائے کہ اگر چاہو تو شائع کر دو اور اگر چاہو تو نہ شائع کرو تو ان دو صورتوں میں وہ اسے شائع نہ کرنے کا حق رکھتا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کی اشاعت کی ممانعت نہ ہو یا الہام کے ساتھ یہ اجازت نہ ہو کہ اگر چاہو تو اسے شائع کر دو اور اگر چاہو تو نہ شائع کرو تو اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اس الہام کو شائع کرے لیکن غیر مامور کو کسی الہام اور رؤیا کے متعلق اگر خدا یہ حکم دے کہ اسے شائع کر دیا جائے تب تو وہ اس بات کا پابند ہوتا ہے کہ اسے شائع کرے ورنہ وہ اس کی اشاعت یا عدمِ اشاعت کے متعلق کُلّی اختیار رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی غیر مامور کے لئے یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ جب وہ کسی رؤیا یا الہام کو شائع کرے تو یہ بھی دیکھ لے کہ وہ کسی مامور کے الہام یا حکم کے خلاف تو نہیں کیونکہ مامورین کی وحی کے خلاف غیر مامور کا کوئی رؤیا یا الہام درست تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ بہرحال اگر غیر مامور کو کسی خواب یا الہام کے متعلق یہ حکم نہ دیا جائے کہ اسے ضرور شائع کر دو تو اسے

اس بات کی اجازت ہوتی ہے کہ اگر وہ چاہے تو اسے شائع کرے اور اگر چاہے تو نہ کرے۔

موجودہ جنگ کے متعلق گزشتہ نو ماہ میں اللہ تعالیٰ نے متواتر اور کثرت کے ساتھ مجھ پر غیب کی خبروں کا اظہار کیا ہے مگر میں مناسب نہیں سمجھتا کہ ان کی عام اشاعت کروں۔ گو قریباً قریباً تمام رؤیا اور کشوف مَیں بعض دوستوں کو بتا چکا ہوں مگر ان کا عام اظہار میں اس لئے مناسب نہیں سمجھتا کہ اس سے ملک میں بے چینی پیدا ہو گی اور لوگ اسے تخویف اور انذار سمجھ کر یہ خیال کر لیں گے کہ انہیں خواہ مخواہ مرعوب اور خوفزدہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان کی عام اشاعت سے ممکن ہے حکومت کو بھی شکوہ پیدا ہو اس لئے میں مناسب نہیں سمجھتا کہ ان کو کھلے طور پر بیان کروں۔

جن دوستوں کو میں نے وہ رؤیا وکشوف بتائے ہوئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبل از وقت جبکہ اتحادی ابھی بالکل امن میں تھے اور جبکہ انہیں اپنی طاقتوں پر کامل اطمینان اور بھروسہ تھا مجھے بڑی بڑی تباہیوں، بڑی بڑی ہلاکتوں اور بڑے بڑے تغیرات کی خبر دی گئی تھی اور ان رؤیا وکشوف اور الہامات کے مطابق میں سمجھتا ہوں کہ ابھی مصائب کا دروازہ اور زیادہ وسیع ہو گا لیکن جس حد تک مصائب میں وسعت ظاہر ہو چکی ہے وہ بھی ایسی ہے کہ ہر عقل و سمجھ رکھنے والے اور خدا تعالیٰ کی خشیت اور اس کا خوف اپنے دل میں محسوس کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھک جائے اور دعاؤں میں مشغول ہو جائے۔ ہمارے قیاسات اور ہماری عقلیں بہت ہی محدود رنگ رکھتی ہیں۔ ایک خیال کر لیتا ہے کہ اس وقت جرمنی کا ترقی کرنا بہتر ہے، دوسرا قیاس کر لیتا ہے کہ انگریزوں اور فرانسیسیوں کی ترقی دنیا کے لئے مفید ہے۔ کوئی کسی کی فتح کو مفید سمجھتا ہے اور کوئی کسی کی شکست کو دنیا کے لئے ضروری سمجھتا ہے؟ مگر سوال یہ ہے کہ خواہ کسی کا جتنا بہتر تصور کیا جائے انگریزوں اور فرانسیسیوں کا یا جرمنی اور اطالیہ کا۔ دنیا کی تباہی اور بربادی میں تو کوئی شبہ نہیں۔ وہ بہتری جس کی لوگ امید لگائے بیٹھے ہیں وہ تو شاید سینکڑوں سال میں ظاہر ہو مگر آج کی جنگ میں جس طرح لوگ ہلاک ہو رہے ہیں، جس طرح تباہی اور بربادی چاروں طرف محیط ہو رہی ہے اس کو دیکھتے ہوئے تو کہا جا سکتا ہے کہ اگر یہ جنگ اسی طرح جاری رہی تو دنیا میں سَو میں سے شاید دس پندرہ آدمی ہی زندہ رہیں گے

باقی سب فنا ہو جائیں گے۔

احادیث سے بھی ایسی باتیں معلوم ہوتی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں بھی اس قسم کی پیشگوئیاں موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا کا یہ آخری فتنہ نہایت ہی ہیبت ناک ہے۔ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں اس قدر تباہی ہو گی کہ ایک ایک مرد کے مقابلہ میں چار چار عورتیں رہ جائیں گی اور دس دس آدمیوں میں سے سات سات مر جائیں گے اور دنیا میں اتنی لاشیں کھلی پڑی ہوں گی کہ ان کے تعفّن کی وجہ سے وبائیں پھوٹ پڑیں گی کیونکہ مُردوں کو اٹھانے اور ان کو دفن کرنے والے کوئی نہیں رہیں گے۔2

رسول کریم ﷺ نے یہ باتیں جو بیان فرمائی ہیں ان کے پورا ہونے کے آثار اب ظاہر ہو رہے ہیں اور سخت قابلِ رحم حالت ہے ان ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں کی جو روزانہ میدانِ جنگ میں زخمی ہوتے اور تباہ و برباد ہوتے جا رہے ہیں۔ پھر تعجب یہ کہ اس لڑائی کی وجہ کوئی اعلیٰ درجہ کے روحانی اصول نہیں جن کی خاطر اس قسم کی لڑائی کو جائز قرار دیا جا سکے۔ وہ اس لئے نہیں لڑ رہے کہ خدائے واحد کی حکومت کو دنیا میں قائم کریں، وہ اس لئے نہیں لڑ رہے کہ شرک اور کفر کو مٹا دیں اور ایمان لوگوں کے دلوں میں قائم کر دیں، وہ اس لئے نہیں لڑ رہے کہ دنیا کی روحانی یا اخلاقی ترقی میں جو روکیں حائل ہیں ان کو دور کر دیا جائے بلکہ محض دنیا کے لئے، کچھ تجارتی میدانوں کے لئے، کچھ زمینوں اور کچھ ملکوں کے لئے یہ تمام لڑائی ہو رہی ہے۔ اور اس آگ کے ارد گرد ایک بگولہ چکر لگا رہا ہے جو چاروں طرف کے لوگوں کو اپنے ساتھ لپیٹ کر اس آگ میں گرا رہا ہے اور حالات اس قسم کے ہیں کہ اس بگولے سے بچنا عقلی طور پر بالکل ناممکن ہے۔ دونوں طرف سے ایسے رنگ میں باتیں پیش کی جاتی ہیں کہ ہر انسان اس بات پر مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو جس خیال کی تائید میں پائے اس کی حمایت کے لئے کھڑا ہو جائے۔ ایسے حالات میں یہ لڑائی جتنی بڑھے گی اتنی ہی زیادہ دنیا میں تباہی اور بربادی پھیلے گی۔ پس اس تباہی و بربادی سے بچنے اور بنی نوع انسان پر رحم کرنے کے لئے ایک مومن کے پاس سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور گرے اور اسی کے سامنے اپنے دکھ کی فریاد کرے۔

ہماری جماعت کے لوگوں میں یہ وہم ہے کہ وہ خیال کرتے ہیں ہماری جماعت ہمیشہ پھولوں کی سیج پر ترقی کرتی چلی جائے گی۔ جو لوگ منافق طبع ہیں وہ تو کچھ بھی خیال نہیں کرتے، وہ سمجھتے ہیں ان کا کام صرف اتنا ہی ہے کہ روٹی کمائی، کھائی اور زندگی کے دن پورے کر لئے مگر جو لوگ مخلص ہیں وہ اس غلطی میں مبتلا ہیں کہ ہماری جماعت مشکلات میں سے گزرے بغیر اس ترقی کو حاصل کر لے گی جو پہلے انبیاء کی جماعتوں نے حاصل کی۔ میں اس ناواقفیت اور تجاہل کے متعلق کیا کہوں؟ مجھے ہمیشہ تعجب آتا ہے کہ ہماری جماعت کے دوست اس غلط فہمی میں کیوں مبتلا ہیں؟ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات سے صاف ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ بڑے بڑے ابتلاؤں میں سے گزرے گی۔ وہ ابتلاء سیاسی بھی ہوں گے، وہ ابتلاء اقتصادی بھی ہوں گے، وہ ابتلاء مالی بھی ہوں گے، وہ ابتلاء علمی بھی ہوں گے، وہ ابتلاء قومی بھی ہوں گے۔ غرض ہر قسم کے ابتلاؤں کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں ہے۔ حکومتوں کی طرف سے تشدد اور جھگڑوں کا بھی ان الہامات میں ذکر ہے، اقوام کی طرف سے تشدد اور سختیوں کا بھی ان میں ذکر ہے۔ بعض سیاسی ابتلاؤں کا بھی الہامات میں ذکر ہے، بعض ہجرتوں کا بھی ذکر ہے، اسی طرح قتلوں اور طرح طرح کے دکھوں سے جماعت احمدیہ کے ستائے جانے کا بھی ذکر ہے۔ لیکن باوجود اس کے کہ میں نے بار بار کہا ہماری جماعت کے دوست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کو پڑھنے کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے اور جو پڑھتے ہیں ان میں یہ مرض ہے کہ وہ سارے الہامات گزرے ہوئے واقعات پر چسپاں کر دیتے ہیں اور یہ ایک نہایت ہی خطرناک نقص ہے۔

میں نے ایک دفعہ ایک دوست کو ایک زلزلہ کے متعلق مضمون لکھنے کے لئے کہا تو انہوں نے زلزلوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام الہامات اس ایک زلزلہ پر ہی چسپاں کر دیئے۔ میں نے انہیں کہا کہ اس کے تو یہ معنے ہوئے کہ آئندہ کسی زلزلہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی الہام نہیں رہا۔ غرض بہت سے الہامات آئندہ رونما ہونے والے واقعات کے متعلق ہوتے ہیں مگر ہم غلطی سے ان الہامات کو کسی گزرے ہوئے واقعہ پر چسپاں کرنے کی کوشش شروع کر دیتے ہیں۔

دراصل انسان کی یہ عادت ہے کہ خوشی چاہے چھوٹی ہی ہو وہ اسے وسیع طور پر منانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس عادت کے مطابق ہماری جماعت کے دوستوں کو بھی جب کسی الہام کے پورا ہونے سے خوشی ہوتی ہے تو وہ کوشش کرتے ہیں کہ سارے الہامات گھسیٹ کر اسی ایک واقعہ پر چسپاں کر دیں۔ حالانکہ بسا اوقات وہ الہامات اتنے عظیم الشان ہوتے ہیں کہ جن واقعات پر ہماری جماعت کے دوست ان کو چسپاں کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی الہامات کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

پس بڑے بڑے ابتلاء آنے والے ہیں کیونکہ ہماری جماعت کے سپرد اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا کام کیا گیا ہے۔ ان حالات میں ہماری جماعت کے دوستوں کو محض اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہیئے کہ ہمارے لئے پھولوں کی سیج بچھی ہوئی ہے اور ہم اسی پر چلتے جائیں گے تکالیف ہمارے سامنے کبھی نہیں آئیں گی کیونکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے۔ مومن ہمیشہ مشکلات کو دیکھا کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینکڑوں الہامات اس بارے میں موجود ہیں۔ میں نے بھی بیسیوں رؤیا و کشوف دیکھے ہیں جن میں جماعت پر کئی قسم کے ابتلاؤں کے آنے کا ذکر ہے۔ اسی طرح جماعت کے اور بہت سے دوستوں نے خوابیں دیکھی ہوئی ہیں اور یہ ساری باتیں بے معنی نہیں بلکہ اپنے وقت پر پوری ہونے والی ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جماعت احمدیہ کے لئے ترقی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہے مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ جیسے پہلی جماعتوں پر ابتلاء آئے اسی طرح ہماری جماعت پر بھی آئیں گے اور اسے بھی ان ابتلاؤں کی آگ میں سے گزرنا پڑے گا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ صاف طور پر فرماتا ہے اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ھُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ۔ [3] کہ کیا کوئی مذہبی جماعت ہے جو یہ خیال کرتی ہو کہ وہ ہمیشہ امن میں رہے گی وَ ھُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ اور اللہ تعالیٰ اسے فتنوں اور عذابوں میں نہیں ڈالے گا؟ فرماتا ہے یہ بات غلط ہے نہ پہلے کبھی ایسا ہؤا اور نہ آئندہ کبھی ایسا ہو سکتا ہے۔ پھر یہ صرف قرآن نے ایک قاعدہ کُلّیہ کے رنگ میں ہی بات بیان نہیں کی بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہ الہام ہؤا ہے۔ [4]

بہرحال قرآن کریم نے ایک قاعدہ کے رنگ میں یہ بات بیان فرمائی ہے کہ انبیاء کی جماعتوں پر ہمیشہ ابتلاء آیا کرتے ہیں۔ وہ فرماتا ہے اَحَسِبَ النَّاسُ یہ نہیں فرمایا اَتَحْسَبُوْنَ تا کہ اسے صحابہؓ کے لئے مخصوص نہ سمجھ لیا جائے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ صحابہؓ کے متعلق بھی یہ قرآنی آیت ہے مگر اللہ تعالیٰ نے الفاظ ایسے رکھے ہیں جو قاعدے پر دلالت کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا اَحَسِبَ النَّاسُ کیا انسان یہ گمان کرتا ہے؟ اَتَحْسَبُوْنَ نہیں فرمایا۔ اسی طرح اَفَحَسِبْتُمْ نہیں فرمایا بلکہ اَحَسِبَ النَّاسُ فرمایا یعنی کیا لوگوں کا یہ خیال ہے کہ صرف ایمان کا دعویٰ کر دینا ان کے لئے کافی ہے اور وہ کبھی ابتلاؤں میں سے نہیں گزریں گے؟ غرض اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جتنے الفاظ استعمال کئے ہیں وہ سب اس کے قاعدہ کلیہ ہونے کے شاہد ہیں۔ پس یہ ایک اصول ہے جو ہر نبی کی جماعت پر چسپاں ہوتا ہے اور یہ ایک قاعدہ ہے جس کا ہر زمانہ میں پورا ہونا ضروری ہے۔ لیکن اگر یہ قاعدہ ہے کہ انبیاء کی جماعتیں ابتلاؤں میں سے ضرور گزرتی ہیں تو یہ بھی قاعدہ ہے کہ دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ یا تو آنیوالے ابتلاؤں کو ٹال دیتا ہے یا ان کی شدت کو کم کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دکھ سے خوش نہیں ہوتا بلکہ ان ابتلاؤں کے ذریعہ وہ بندوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے۔ جس طرح ماں کا دل چاہتا ہے کہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس کا بچہ اس کی طرف آئے اور اگر وہ زیادہ دیر تک اس کے پاس نہ آئے تو کبھی وہ اس کو سرزنش بھی کرتی ہے جیسے بچہ اگر کھیل میں مشغول ہو اور ماں چاہتی ہو کہ وہ اس کے پاس آئے تو وہ بچے کو مخاطب ہو کر کہتی ہے کہ میں تجھے مٹھائی نہیں دوں گی اور اس سے اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اس کا بچہ کھیل کو چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی کبھی کبھی اپنے بندوں کو انعامات سے محروم کر دیا کرتا ہے تا کہ وہ اس کی طرف توجہ کریں کیونکہ اس کی محبت ماں کی محبت سے بہت زیادہ ہے۔ اگر بندے اپنے اوپر یہ امر لازم کر لیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے رہیں اور اس کے حضور عاجزی اور گریہ وزاری سے کام لیں تو اللہ تعالیٰ آنے والے ابتلاؤں کو یا تو ٹال دیتا ہے یا ان کی شدت کو کم کر دیتا ہے اور یا انہیں کلیۃً مٹا دیتا ہے۔ گویا دعاؤں کے نتیجہ میں کبھی تو اللہ تعالیٰ ابتلاؤں کو پیچھے ڈال دیتا ہے یہاں تک کہ انسان کے اندر قوتِ برداشت پیدا ہو جاتی

ہے کبھی ان کو بالکل مٹا دیتا ہے اور کبھی ان کے زور کو کم کر دیتا ہے۔ یا تو اس رنگ میں کہ عذاب کی شدت کم ہو جاتی ہے یا اس رنگ میں کہ اس کو برداشت کرنے کی ہمت انسان کے اندر بڑھ جاتی ہے۔

پس میں جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس نازک وقت میں وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور خاص طور پر دعاؤں میں مشغول ہو جائیں۔ اس کے لئے میں جماعت کے تمام مخلص دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ جولائی کے آخر تک ہر نمازِ جمعہ کی دوسری رکعت میں رکوع کے بعد امام کے ساتھ مل کر دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم الشان فتنہ کی بربادیوں سے اپنے غریب بندوں کو بچائے۔ خصوصاً جماعت احمدیہ کو محفوظ رکھے اور اس فتنہ کا نتیجہ سچ اور راستی کے لئے اچھا ہو اور جھوٹ اور مکر کے لئے بُرا ہو۔ اسی طرح میں اپنے دوستوں سے خواہش کرتا ہوں کہ جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے وہ جولائی کے آخر تک ہر جمعرات کو روزہ رکھیں اور روزہ کے خاتمہ پر جن کو توفیق ہو وہ اپنے اپنے مقام پر جمع ہو کر اسی رنگ میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حق اور راستی کو فتح دے اور دنیا سے ظلم، فریب اور دغا کو مٹا کر اپنے کمزور بندوں کو تباہی و بربادی سے محفوظ رکھے اور بجائے اس کے کہ عذاب میں مبتلا ہو کر وہ تباہ ہو جائیں خدا تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے اور انہیں ہدایت کی طرف متوجہ کرے کیونکہ آخر جو تباہ ہو رہے ہیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں، جو مظلوم ہیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں اور جو ظالم ہیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بیان کی تو احادیث میں لکھا ہے بعض صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! مظلوم کی مدد تو ہماری سمجھ میں آسکتی ہے مگر ظالم کی مدد کرنے کا ارشاد سمجھ نہیں آیا۔ آپؐ نے فرمایا ظالم بھائی کی مدد یہ ہے کہ تُو اسے ظلم سے روک دے۔5 پس اگر ہم یہ دعا کرتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ سچائی کو فتح دے، ظلم کو دنیا سے مٹا دے اور لوگوں کو بجائے عذاب سے تباہ کرنے کے ظالموں کی ہدایت کے سامان کرے اور مظلوموں کو ظلم سے محفوظ رکھے تو ہم ظالم کی بھی مدد کرتے ہیں اور مظلوم کی بھی۔ اور ہم اپنے رب سے وہ چیز طلب کرتے ہیں جس کا نتیجہ خیر ہی خیر ہے اور جس میں شرّ کا کوئی پہلو

نہیں۔

پس دعائیں کرو اور کرتے چلے جاؤ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ مظلوم کو طاقت دے، اس کی کمر کو قوت بخشے، اس کے دماغ کو مضبوط بنائے اور اس کے اعضاء میں ایسی طاقت بھر دے کہ وہ ظالم کے ہاتھ کو بہادری سے روک سکے۔ ساتھ ہی تم ظالم کے لئے بھی دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ اسے ہدایت دے اور اسے ظلم، دھوکا، فریب اور دغا سے بچائے۔ پس ہر ایک کے لئے دعا کرو تا خدا تعالیٰ کا فضل دنیا کی ہر قوم پر نازل ہو کیونکہ ایمان کسی ایک قوم کا حصہ نہیں بلکہ انگریز اور فرانسیسی اور جرمنی اور اطالوی اور روسی اور جاپانی سب اس کے حصہ دار ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ کوئی قوم بھی اس سے محروم رہے مگر ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ کوئی قوم ظالم بن کر دنیا کو تباہ کر دے۔"

(الفضل 18 جون 1940ء)

---

1 الفضل 26 جولائی 1938ء

2 صحیح بخاری کتاب النکاح باب یقل الرجال ویکثر النساء

3 العنکبوت :3

4 تذکرہ صفحہ 240 طبع چہارم

5 بخاری کتاب الاکراہ باب یمین الرجل لصاحبہ انہ اخوہ۔(الخ)